احباب جماعت لازمی چندوں کا دو تہائی ۳۱ دسمبر تک ضرور ادا کر دیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸؍دسمبر ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصیٰ۔ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

جلسہ سالانہ کے لئے جو سامنے سٹیج بن رہی ہے وہ میری طبیعت پر کچھ گراں معلوم ہوتی ہے۔گذشتہ جلسہ سالانہ پر تو مجبوری تھی میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا کہ اگر لکڑی کے تخت پوش بن جائیں تو وہ سٹیج کا کام دے سکتے ہیں موجودہ صورت میں سٹیج کو ورے کرنے کی وجہ سے چھ فٹ اونچی کرنی پڑتی ہے۔

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر تو بن گئی تھی۔اس وقت بھی میں نے خود آ کر دیکھا اور جائزہ لیا تھا(عملی کام کا عملی جائزہ لینا چاہئے تب کام ٹھیک ہوتا ہے) تو پتہ لگا کہ چونکہ صحن باہر کے میدان سے اونچا ہے اس لئے اگر سٹیج اونچی نہ ہو تو ۲۵۔۳۰ فٹ کی جگہ ایسی ہے کہ جہاں سے مقرر نظر نہیں آئیگا۔چنانچہ ہم نے وہاں پر آدمی بیٹھا کر اندازہ لگایا۔پھر ہم نے آخری وقت میں اسے چار فٹ کی بجائے چھ فٹ اونچا کیا۔تب جا کر وہ درست ہوئی۔

اس دفعہ نظارت اصلاح وارشاد نے تخت پوش بھی نہیں بنوائے اور جو سٹیج اس وقت بن رہی ہے اور جو اس وقت میری نظروں کے سامنے ہے اسے میری طبیعت نے پسند نہیں کیا۔یا تو ہم ساری جلسہ گاہ مسجد سے باہر لے جائیں جس طرح پہلے خیال تھا لیکن پہلے خیال یہ تھا کہ مسجد کی سیڑھیوں کے ساتھ بڑا تھڑا ہو اندر داخل ہونے کے لیے۔ہمارے انجینئرز نے خوبصورتی

کی خاطر اس دروازہ کی ایسی شکل بنا دی تھی کہ اس کے اوپر ڈیڑھ لاکھ روپیہ خرچ آتا تھا میری طبیعت پر وہ چیز گراں گزری کہ محض انٹرنس کو خوبصورت بنانے کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کیوں خرچ کیا جائے۔ اس لئے اس کی بجائے موجودہ طریقہ اختیار کیا اور اب یہ بھی ٹھیک معلوم نہیں ہوتا۔ یہ انتظام تو اب بھی تبدیل ہوسکتا ہے کوئی ایسی بات نہیں یا تو ہم اس کو اس دفعہ صحن کے بالکل آخر میں لے جائیں پھر اتنی اونچی سٹیج کی ضرورت نہیں۔ ایسی صورت میں جلسہ گاہ کے لئے جتنی گنجائش مسجد کے صحن میں ہمیں ملتی تھی اتنی ہی گنجائش صحن سے باہر پیدا کر دیں۔ یعنی رقبہ پورا کر دیں تا کہ باہر سے آنے والے ہمارے بھائیوں کو تکلیف نہ ہو۔ اس سلسلہ میں اگر کسی دوست کے ذہن میں کوئی تجویز ہو تو وہ کل تک مجھے لکھ کر بھجوا سکتے ہیں۔ مکرم سردار بشیر احمد صاحب جن کی نگرانی میں یہ کام ہو رہا ہے وہ اس کے متعلق پورا جائزہ لے کر مجھے فوراً بتائیں۔

یوں بھی ہر سال سٹیج کو بنانا اور اکھیڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ دوسرے ہم اس مسجد کے محراب کے سامنے والے مسقّف حصہ کو جلسہ سالانہ کے موقع پر نمازوں کے لئے استعمال کر ہی نہیں سکتے کیونکہ سٹیج مسجد کے صحن میں ہوتی ہے اگر صفیں یہاں بچھا دی جائیں تو نمازوں کے بعد جلسہ گاہ میں سب سے پہلے آنے والوں کو چکر لگا کر سب سے پیچھے جا کر بیٹھنا پڑے گا۔ کیونکہ جس جگہ پر وہ پہلے بیٹھے تھے وہاں تو دوسرے دوستوں نے قبضہ کیا ہوگا۔ یہ درست نہیں ہے۔ پس اس سٹیج کو بدلنا چاہئے۔ اس سال بھی ایسا ہوسکتا ہے۔ ابھی تو کام شروع ہی ہوا ہے۔ یہ جگہ بدل دینی چاہئے۔ اتنی اونچی سٹیج کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ایک اور تجویز یہ تھی کہ Landing کے اوپر جو Opening ہے اس سے سٹیج کا کام لیا جائے لیکن اس طرح دوستوں اور مقررین کے درمیان (اور خصوصاً میری طبیعت کے لحاظ سے) میرے اور دوستوں کے درمیان ایک بُعد اور دوری پیدا ہو جاتی ہے جو طبیعت پر سخت گراں گزرتی ہے مجبوری ہو تو اور بات ہے۔ لیکن اللہ کے فضل سے اب تو کوئی مجبوری بھی نہیں۔

دوسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں کہ گذشتہ جمعہ کے روز خطبہ میں میں نے دو محلوں کے متعلق پانی کے انتظام کے سلسلہ میں بعض باتیں کیں تھیں۔ میری خواہش یہ تھی کہ جلسہ سالانہ

سے پہلے پہلے ایسا انتظام ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو قانون بنائے ہیں ان کے لحاظ سے ہر کام خواہ کتنی ہی تندہی اور مستعدی سے کیوں نہ کیا جائے کچھ وقت ضرور لیتا ہے۔اسی واسطے جو چیز انسان کے اختیار میں نہیں۔ کہانی لکھنے والوں نے وہ جنوں کے اختیار میں دے دی آنکھ جھپکتے ہی ایک محل تیار ہو گیا۔انسان اس طرح کبھی محل تیار نہیں کر سکتا۔وہ بچوں کا دل بہلانے کے لئے جن ہی تیار کر سکتے ہیں پس میری خواہش ہے عملاً پوری نہیں ہوسکی اور نہ اتنی تھوڑی مدت میں ہوسکتی تھی کیونکہ ہر کام کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔سروے ہو گیا ہے ابھی تک اس کا فیصلہ نہیں ہوا کہ کس جگہ پانی بہتر مل سکتا ہے۔پانی کی ضرورت بہت ہے اس واسطے کوشش یہ ہونی چاہیئے اور عملاً ایسا ممکن بھی ہے کہ سردیوں کے اختتام تک بجلی کے کنویں مختلف جگہوں پر لگ جائیں اس تاخیر کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مجھے خیال آیا کہ صرف ان دو محلوں ہی کے متعلق نہیں بلکہ ربوہ کے جس جس محلّہ میں بھی پانی کا کنواں لگانے کی ضرورت ہے وہ محلے مجھے کل یا پرسوں تک اطلاع دیں تو ان کو بھی اس جائزہ اور سکیم میں شامل کرنے کی کوشش کریں گے کچھ اب لگ جائیں کچھ بعد میں لگ جائیں گے یا ممکن ہے سارے ہی اس وقت لگ جائیں دوسرے اس سلسہ میں میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں اور بڑی وضاحت سے کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پانی کا انتظام ہو رہا ہے یہ مرکز سو فیصد اپنی ذمہ داری پر آپ کو بنا کر نہیں دے گا بلکہ آپ اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کریں اور جس حد تک آپ کی خدا داد طاقت اور قوت ہے اس حد تک آپ کو خود چلنا پڑے گا اس کے بعد کے کام مرکز کے سپرد ہوں گے۔وہ آپ کے کنویں کا انتظام کرے گا۔ جہاں تک کنویں کا تعلق ہے اس کے لئے کم از کم یہ ضروری ہے کہ اس کی کھدائی وغیرہ کا خرچ یا اس کی محنت آپ کو خود کرنی پڑے گی اور اگر اس سے زائد پیسے جمع کر سکیں تو وہ بھی آپ کا حصہ ہوگا لیکن اتنا آپ کو ضرور کہنا پڑے گا اور اگر آپ اس سے زائد پیسے جمع نہیں کر سکتے تو جو پمپ اور بجلی کی موٹر کا خرچ ہے اور پائپ وغیرہ کا خرچ ہے وہ مرکز مہیا کرے گا۔لیکن کنواں بور کرنے کا جو خرچ ہے وہ آپ خود برداشت کریں گے۔ کیونکہ کنواں کھودتے ہیں۔اینٹوں سے اس کو بناتے ہیں تب جا کر بجلی کا پمپ لگاتے ہیں۔ یہ کام محلّہ نے خود کرنا ہے یعنی ہم نے پکی پکائی روٹی آپ کے منہ میں نہیں ڈالنی جس طرح بھائی بھائی کی مدد

کرتا ہے اس طرح مدد ہو گی جس طرح ماں دودھ پیتے بچے کی مدد کرتی ہے اس طرح کی مدد نہیں ہوگی ۔ کیونکہ ہمارے نزدیک آپ کی عمر اللہ تعالیٰ کی طاقت اور آپکے جذبۂ فدائیت کے لحاظ سے دو مہینے یا سال یا دو سال کے بچے سے زیادہ ہے آپ ایک حد تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہو سکتے ہیں آپ کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر حالات اس کی اجازت نہ دیں تب تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدة:۳) کے حکم کے ماتحت مرکز آپ کے ساتھ تعاون کرے گا لیکن اصل چیز یہ ہے کہ یہ کام آپ وقارِ عمل کے ماتحت کریں آپ کنواں خود کھودیں اور مٹی نکالیں اور اینٹیں مہیا کریں محنت کے ذریعہ جتنی رقم بچا سکتے ہیں وہ بچائیں جو نہیں بچا سکتے وہ جمع کریں پھر اس کے بعد آپ کے اندر مزید طاقت نہ ہوئی تو اس صورت میں مرکز آپ کے لئے نل اور اس کا پمپ اور اس کے لئے بجلی کی موٹر جو بھی وہاں چھوٹی قسم کی لگ سکتی ہے دو اڑھائی انچ کی کافی ہوگی اب یہ پاکستان میں بڑی اچھی بننے لگ گئی ہیں تو اس قسم کا بجلی کا کنواں لگا دیا جائیگا پھر اس کو سنبھالنا ،نقصان سے بچانا، روزمرہ کے خرچ بر وقت کرنا یہ بھی محلّہ کا کام ہے ۔ہم اتنی مدد کر سکتے ہیں ۔ دو تین بلکہ پانچ چھ پمپ کنویں لگتے ہوں تو میرے خیال میں اس سال لگ سکتے ہیں ۔ پہلے دو محلوں کے لئے اب دقت پیدا ہوگئی ہے کیونکہ اگر انہوں نے سستی دکھائی تو دوسرے محلے اولیت لے جائیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے کام کر دیا پہلے ہمیں کنویں لگا کر دیں۔لیکن میرے نزدیک محلّہ الف اور دارالعلوم کو زیادہ ضرورت ہے بہر حال یہ کام جو کرنے والے ہیں یہ اس طرح مل جل کر کرنے سے ہو سکتے ہیں اب بھی انشاءاللہ ہو جائیں گے مجھے افسوس ہے کہ پہلے اس طرف خیال نہیں آیا۔ جب سے مجلس صحت کا کام شروع ہوا ہے اس وقت سے میں خود باہر نکل کر مختلف محلوں میں موقع پر جگہوں کو دیکھتا ہوں پھر پتہ چلتا ہے اور ضرورتوں کے مطابق نئے خیالات ذہن میں آتے ہیں

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مئی ، جون ، جولائی ، اگست ،ستمبر ،اکتوبر،نومبر گزر گئے اب دسمبر کا مہینہ آ گیا ہے ۔ گویا کہ دسمبر کے آخر میں موجودہ مالی سال کے آٹھ مہینے ختم ہو رہے ہیں اس کے لئے جو بجٹ آپ نے اپنے نمائندوں کی معرفت مجلس شوریٰ میں پاس کیا تھا اس کا دو تہائی دسمبر کے آخر تک جمع ہو جانا چاہئے بعض دفعہ شیطان انسان کے دماغ میں عجیب

طرح کے وسوسے بھی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے ہمیں اس سے بچنا چاہئے۔ بعض ایسی جگہوں سے اطلاع ملی ہے جنہوں نے نصرت جہاں ریزروفنڈ کی تحریک میں عطایا نہیں دیئے یا بہت کم دیئے ہیں مگر انہوں نے یہ عذر بیان کر دیا کہ کیونکہ نصرت جہاں ریزروفنڈ کے عطایا دینے تھے اور جلد ادا کرنے کا حکم تھا اس لئے ہم لازمی چندہ جات کی ادائیگی میں کچھ سست ہو گئے ہیں۔ ادھر یہ عذر پیش کر دیا اور ادھر وہ کام بھی نہیں کیا یہ بے خیالی کا نتیجہ ہے میں آپ پر الزام نہیں دیتا انسان سے بھول ہو سکتی ہے یہ اِنْ نَّسِيْنَا میں آتا ہے یعنی جو ہم بھول جائیں مختلف راہوں سے شیطان ہم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بھول کر یہ عذر کر دیا نصرت جہاں ریزروفنڈ کے جو آپ دوستوں میں سے بعض لوگوں کے وعدے ہیں وہ رضا کارانہ طور پر ہیں۔ اور لازمی چندہ جات لازمی ہیں وہ بہر حال آپ کو ادا کرنے چاہئیں۔ لازمی چندے مختلف ادوار میں سے گزر کر کم سے کم ایمان کے معیار کو بتاتے ہیں۔ ورنہ تو جو آگے نکلے انہوں نے دسویں حصہ کی وصیت کر دی۔ جو ان سے آگے نکلے انہوں نے نویں حصہ کی وصیت کر دی اور پھر آٹھویں حصہ کی اور پھر ساتویں حصہ کی اور پھر چھٹے حصہ کی کسی نے ۱/۳ کی کر دی۔ اس سے زیادہ وصیت تو اسلامی تعلیم کے مطابق نہیں کر سکتے۔ لیکن لازمی چندے تو کم از کم معیار ہیں۔ اور لازمی چندے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو عقل اور سمجھ عطا کی ہے۔ جتنی سہولتیں دوستوں کی مجبوریوں کی وجہ سے دی جانی چاہئیں وہ دی جاتی ہیں۔ مثلاً ہمارا زمیندار ہے جو سال میں دو دفعہ غلہ زمینوں سے اٹھا کر اپنے گھر لاتا ہے۔ تو ان کے لئے اس میں سہولت ہے کہ سال میں اگر ہر مہینہ چندہ نہیں دے سکتے تو سال میں دو دفعہ سارے سال کے چندے دے دیا کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جن کے ذمہ مثلاً ایک سو لازمی چندہ ہے وہ ایک فصل کے موقع پر دو دفعہ پچاس پچاس کر کے دینے کے ساتھ ساتھ ایک ایک روپیہ ہر مہینے ادا کرے تو اس کے لئے بہتر ہے کیونکہ کھانے کی طرح یہ بھی ایک روحانی غذا ہے۔ اس کو ہر مہینے کچھ سہارا مل جائے گا۔ ویسے زمیندار کی عادت ہے کہ پانچ دن کی روٹی پانچویں دن کھا لے تو پانچ دن صبر بھی کر سکتا ہے۔ دس وقتوں کی ایک وقت میں روٹی بھی کھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زمیندار کو ایسی عجیب طاقت دی ہے کہ جس کا شہر والے تصور بھی نہیں کر سکتے۔ خود میرا اپنا مشاہدہ ہے ایک دفعہ میں خدام الاحمدیہ کے دورے پر

گیا۔ ایک جگہ بارش ہو گئی سیلاب آ گیا۔ راستے رک گئے، جس گاؤں میں جانا تھا وہاں کے قائد صاحب پانی میں سے گزرتے ہوئے سات آٹھ میل گاؤں سے دور جہاں سے آگے ہم نہیں جا سکتے تھے، ہمیں لینے کے لئے پہنچے۔ ہمارا سامان اٹھایا ہمارے ساتھ گئے۔ ہماری خدمت کی، ہمیں کھانا کھلایا اور ہر وقت میرے ساتھ رہے اور کھانے میں شریک نہیں ہوئے اگلے دن صبح کے ناشتے میں شریک نہیں ہوئے۔ دوپہر کا کھانا کھا کر ملاقاتیں کر کے باتیں کر کے سمجھا کر۔ کام کے متعلق مشورہ لے کر مشورہ دے کر دوپہر کے کھانے کے بعد واپس آئے اس طرح آٹھ دس میل تک ہمارے ساتھ ہمیں واپس چھوڑنے آئے جہاں سے گئے تھے اور جہاں ہماری پرانی سی کار کھڑی تھی جسے میں استعمال کرنے کے لئے مقامی تبلیغ والوں سے لے گیا تھا۔ تو جب ہم وہاں پہنچے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ہمارے ساتھ لگے رہے ہو کل سے کچھ کھایا بھی ہے کہنے لگے نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ایک زمیندار کو یہ طاقت دی ہوئی ہے اس لئے وہ سمجھتا ہے کہ روحانی میدان میں بھی میں چھ ماہ بعد دے دوں گا تو گزارہ کر لوں گا۔ خدا کرے گزارہ کر جائے۔ لیکن جتنا ہو سکے ماہانہ چندہ بھی دیں اس میں سے کٹوتی ہو جائے گی۔

کھانے کے لحاظ سے بھی زمیندار بڑے مشہور ہیں۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ بتا چکا ہوں ایک زمیندار دوست جلسہ کے موقع پر میرے ہاں مہمان تھے۔ اور بھی مہمان تھے جن کے لئے کھانا عموماً گھر ہی میں پکا کرتا تھا۔ ایک دن اُنہوں نے کہا صبح لنگر سے کھانا منگوا دیں۔ چنانچہ میں نے رات کا کھانا منگوایا جو بڑی دیر سے پہنچا۔ اتنے میں ہم کھانا کھا چکے تھے۔ یہ زمیندار دوست بھی کھانا کھا چکے تھے۔ جب لنگر کا کھانا آیا جو بائیس روٹیاں اور اس کے مطابق سالن تھا تو یہ زمیندار دوست کہنے لگے صبح تک تو یہ خراب ہو جائے گا۔ تو میں ہی کھا لیتا ہوں چنانچہ انہوں نے رات کا کھانا کھانے کے باوجود ۲۲ روٹیاں اور سالن کھا لیا۔ پس زمیندار دوست کھانے پر صبر بھی کر سکتے ہیں اور پانچ پانچ دن کا کھانا اکٹھا بھی کھا لیتے ہیں شہری لوگ ایسا نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کو ہم کہتے ہیں کہ جب خریف کی فصل کاٹو تو آدھا چندہ دے دو اور جب ربیع کی کاٹو تو آدھا چندہ دے دو کچھ تھوڑا تھوڑا ہر مہینے دیتے رہا کرو لیکن اب چونکہ خریف کی فصلوں کی آمد آ رہی ہے اس واسطے آج میں خصوصاً اپنے زمیندار بھائیوں اور زمیندار جماعتوں کو یہ

نصیحت کر رہا ہوں کہ لازمی چندہ کا ۲/۳ حصہ ۳۱ دسمبر تک یہاں پہنچ جائے۔ یہ کوئی مشکل بات نہیں ذراسی ہمت کی بات ہے۔

ہمارے ناظر صاحبان دفتری نقطہ نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ حقیر انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کا امام بنا دیا ہے وہ کسی اور نگاہ سے دیکھتا ہے چنانچہ وہ گھبرا جایا کرتے ہیں اور میں ان کی گھبراہٹ پر مسکرایا کرتا ہوں۔ یہ قوم اس لئے پیدا نہیں کی گئی کہ وہ چندوں کی ادائیگی یا دیگر ہمہ گیر قربانیوں میں پیچھے رہ جائے۔لیکن سال میں ایک دو بار ناظر صاحب بیت المال آمد پر گھبراہٹ کا دور آتا ہے آج کل بھی آیا ہوا ہے۔وہ مجھے گھبراہٹ کے بار بار خط لکھ کر میری مسکراہٹوں میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔ پس میں اپنے زمیندار دوستوں سے کہوں گا کہ اب آپ کو مثلاً گنے کی آمد آرہی ہے۔کپاس کی آمد آرہی ہے۔جن دوستوں نے مُونجی لگا رکھی ہے، اس کی آمد ان کو پہنچ رہی ہے۔اس وقت وہ بڑی آسانی سے اپنے اپنے چندے ادا کر سکتے ہیں۔اور یہ خریف کی فصل ہی میں زیادہ آسانی ہے کیونکہ ربیع کی فصل سے زیادہ تر گندم آتی ہے ہمارا جو چھوٹا زمیندار ہے اس نے سارے سال کے لئے اپنے کھانے کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے۔ وہ اس وقت چندے کا بوجھ پوری طرح نہیں اٹھا سکتا۔ہمارا سندھ کی زمینوں کا تجربہ ہے سارے سال کا خرچ خریف کی فصلوں میں رکھا جاتا تھا گویا یہ اصول بنایا ہوا تھا اور زمین سے جو اصل منافع متوقع ہوتا ہے وہ ربیع کی فصل سے حاصل کیا جاتا ہے۔گنا اور کپاس تو Cash Crops ہیں یعنی یہ وہ فصلیں ہیں جن کے بدلے آپ کو نقد روپیہ ملتا ہے اسی طرح پنجاب کے اکثر حصوں میں لوگوں کو چاول کھانے کی عادت نہیں اس لئے یہ چاول بھی Cash Crops ہی سمجھا جاتا ہے یہ بھی بازار میں چلا جاتا ہے اور اس کے عوض نقد پیسہ مل جاتا ہے آپ چونکہ حضرت محمد ﷺ کے مزدور بن گئے ہیں اس لئے اللہ نے آپ کے اموال میں بڑی برکت رکھی ہے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کے اموال اور آپ کی فصلوں اور تجارتوں میں اور بھی زیادہ برکت ڈالے۔اللہ تعالیٰ کی برکت کو جذب کرنے والی جو آپ کوشش اور سعی کر رہے ہیں اس میں کمی نہیں آنی چاہئے آپ خدا تعالیٰ کی راہ میں جتنی زیادہ قربانی دیں گے اتنا ہی زیادہ وہ

آپ کو دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی کا قرض نہیں رکھتا اس لئے تمام زمیندارہ جماعتیں خریف کی فصلوں کی آمد سے اپنے لازمی چندوں کا کم از کم ۲/۳ حصہ ادا کریں یہ کوئی ایسی بات نہیں جس سے دفتر والے گھبراتے پھریں دوستوں کو توجہ دلانے کی ضرورت تھی میں نے ان کو توجہ دلا دی ہے اب یہ دفتر والوں کا کام ہے کہ وہ دوستوں تک ان کے گاؤں میں پہنچ کر توجہ دلائیں کچھ دوست تو یہاں ہر جمعہ میں آئے ہوتے ہیں لیکن اکثریت تو اپنے اپنے گاؤں میں آباد ہے اس سلسلہ میں ہمارے مربی صاحبان وقف عارضی پر جانے والے دوستوں اور اخبار اور عہدیداروں کو چاہئے کہ وہ جماعتوں کو توجہ دلائیں ان پندرہ بیس دنوں کے اندر اندر اپنے چندے کا ۲/۳ حصہ مرکز میں بھجوا دیں یہ رقم انہوں نے کما کر تو نہیں دینی یہ تو زمین کی اس پیداوار سے ادا کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی برکتوں کے ساتھ ان کو عطا فرمائی ہے جس کے کچھ حصے بک گئے اور کچھ آج کل بک رہے ہیں پس ہمارے زمیندار دوست اپنی ذمہ داریوں کو اخلاص کے ساتھ اور بشاشت کے ساتھ ادا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی ربیع کی فصل میں انشاء اللہ برکت ڈال دے گا میں نے اللہ تعالیٰ کی ان برکتوں کے خود نظارے دیکھے ہیں اس لئے میں تمام دوستوں سے عموماً اور زمیندار جماعتوں سے خصوصاً ایک بار پھر یہ کہتا ہوں کہ ہمارے بجٹ کا ۲/۳ حصہ اس ماہ کے ختم ہونے سے پہلے پہلے مرکز میں پہنچ جانا چاہئے۔ اگر کوئی ایسی جماعت ہے جو نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا وعدہ اور لازمی چندہ اس ماہ میں ادا نہ کر سکتی ہو تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس ماہ میں پہلے لازمی چندوں کو ادا کرے اور نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے بقیہ وعدوں کو جنوری یا فروری یا اگلی فصل کے نکلنے پر ڈال دے لیکن لازمی چندوں کا ۲/۳ حصہ اس ماہ کے آخر تک ادا کرنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ آپ کے اموال میں اور آپ کی کوششوں میں اور آپ کی زمینداری اور آپ کی تجارت اور آپ کے پیشوں میں برکت ڈالے۔

چوتھی بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے بزرگ دوست مولوی یعقوب خان صاحب کل لاہور میں وفات پا گئے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ ان کی بیعت خلافت اولیٰ کی ہے لیکن خلافتِ اولیٰ کی بیعت کرنے کے باوجود (ویسے تو یہ موٹی بات ہے بچے بھی یہ سمجھ جائیں گے کہ جب ایک خلافت کی بیعت کر لی تو) پھر خلافت کا انکار دوسری خلافت کے وقت کیسے ہو

گیا مگر ہو گیا۔ بعض لوگ دنیا کے ابتلا میں پھنس جاتے ہیں غرض انہوں نے خلافت اولیٰ میں بیعت کی اور خلافت ثانیہ کا انکار کر دیا اس طرح غیر مبائعین میں شامل ہو گئے جنہوں نے خلافت کی بیعت نہیں کی اور اس گروہ میں شامل نہیں ہوئے جو خدا تعالیٰ کی برکتوں سے اس وقت ساری دنیا پر چھایا ہوا ہے اس انکار پر ایک لمبا عرصہ گزر گیا میں سمجھتا ہوں کہ خلافت اولیٰ میں ان سے کوئی ایسی نیکی ہوئی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کا انجام بد نہیں ہوگا چنانچہ انہوں نے خلافت ثالثہ کی بیعت کر لی اور اس کے بعد انہوں نے ۲۹ دسمبر ۱۹۶۹ کو وصیت بھی کر دی گویا یہ آج سے تین سال پہلے کی بات ہے انہوں نے بیعت بھی وصیت سے کچھ عرصہ شاید ایک دو مہینے پہلے کی تھی اور پوری بشاشت کے ساتھ اور پورے دھڑلے کے ساتھ بیعت کی ان کے ایک بڑے بیٹے تو پہلے سے مبائع تھے ان سے چھوٹے بیٹے نہ صرف یہ کہ مبائع نہیں تھے بلکہ بڑا شدید اختلاف رکھنے والے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی فضل کیا انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر ان کی بیوی نے بھی بیعت کر لی۔ اس پر مولوی صاحب مرحوم کے پرانے ساتھیوں کو بڑا غصہ آیا اور اپنے اس غصے کا اظہار پیغام صلح میں بھی کرتے رہے اور مولوی صاحب بڑے پیار کے ساتھ ان کا جواب بھی دیتے رہے اور ان کو یہ نصیحت بھی کرتے رہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مشن کامیاب کرنے کے لئے جو مہم اللہ تعالیٰ نے جاری کی ہے اس میں تمہارا بھی کوئی حصہ ہو تو پھر تم بھی خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو جاؤ۔ پس خلافت سے دوری بھی رہی اور بڑے لمبے عرصے تک رہی پھر ایک وقت میں اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور وہ شمع خلافت کے پروانہ بن گئے اور اس طرح ان کا اچھا انجام ہوا خیر کے ساتھ ان کا خاتمہ ہوا اللہ تعالیٰ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں میں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے اور بہت پیار کرے اور اپنے فدائی اور محبوب بندوں کے ساتھ ان کو بھی شامل کرے جو لوگ ان کی مبائع ہونے کی حیثیت میں تین سالہ زندگی میں غصے کا اظہار کرتے رہے تھے وفات کے بعد ان کو بھی خیال پیدا ہوا اور یہ تو قابل اعتراض بات بھی نہیں خدا کرے یہ پیار بڑھتے بڑھتے مرحوم کی اس خواہش کو بھی پورا کر دے اور وہ بھی خلافت کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں

بہرحال لاہور میں ان کے کچھ عزیزوں نے کہا کہ وصیت کے باوجود ہم چاہتے ہیں کہ لاہور میں ہی ان کو دفنا دیا جائے اگرچہ ان کی وصیت تھی مگر یہ تو عزیزوں کا کام تھا کہ کسی کا جنازہ زبردستی تو نہیں لے جایا جا سکتا اور نہ لے جانا چاہئے چنانچہ ان کا جنازہ ہسپتال سے ہماری مسجد دارالذکر میں لے جایا گیا۔ اور غالباً وہیں ان کی تجہیز و تکفین ہوئی اور پھر مبائعین نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ ان کا جنازہ عزیزوں کو دکھانے کے لئے ان کے گھر لے گئے وہاں انہوں نے کہا کہ ہم تو نہیں چاہتے کہ ان کا جنازہ ربوہ لے جایا جائے چنانچہ انہوں نے مجھے فون پر اطلاع دی میں نے کہا اگر ان کے عزیز نہیں چاہتے تو پھر اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ ان کو امانتاً دفن کر دیا جائے وقتی طور پر ایسے جذبات ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے اور وہ ان کا جنازہ یہاں لے آئیں۔ لیکن ان کی جو روح ہے ان کے اُوپر تو عزیزوں کا اختیار نہیں ہے۔ روح کو خدا تعالیٰ نے جہاں پہنچانا تھا وہاں پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ سے ہم امید رکھتے ہیں اور ہماری دعائیں ہیں کہ ان پر اللہ تعالیٰ بے شمار اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فدائی جماعت جن سے خدا اور اس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی اور جو اپنے رب پر راضی ہیں اور جو اس گروہ میں ہیں اور جو ہم سے آگے جا چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ان میں شامل کرے اور بے شمار نعمتوں کا وارث بنائے۔ پس روح پر تو نہ میرا اختیار ہے اور نہ ہی ان کے کسی عزیز کا اختیار اور نہ آپ کا اختیار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیار سے غیر مبائعین پر ایک حجت بنا دیا اور ایک لمبا عرصہ ان میں رہے۔ اور ایک لمبا عرصہ ان کے سوچے سمجھے منصوبوں کے مطابق (جو بھی وہ سمجھتے تھے) احمدیت کی ترقی کے لئے کوشاں رہے۔ لمبے عرصہ کے مشاہدہ اور ایک لمبے عرصے کے جائزہ نے انہیں حقیقی کامیابیوں سے محرومی کا احساس بھی دلا دیا اور پھر وہ علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد پورا ہونا ہے تو پھر جو شخص بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پیار کرنے والا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نیک دل پر اپنے پیار کا جلوہ نازل فرمایا اور جو غلطی تھی وہ اس شخص نے اسی دنیا میں معاف

کرالی اب ہمارا یہ بھائی خدا تعالیٰ کے پیار کو لے کر اُخروی دنیا میں چلا گیا ہے۔ ان کی نماز جنازہ غائب جمعہ کی نماز کے بعد میں پڑھاؤں گا۔ سب دوست اس میں شامل ہوں اور ان کے لئے اور اپنے لئے اور جانے والوں کے لئے اور رہنے والوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہمیشہ ہمارے نصیب میں رہے اور کبھی عارضی طور پر بھی اس کی ناراضگی کی راہیں ہم پر نہ کھلیں اور ہمارے قدم ناپسندیدہ راستوں کی طرف نہ بھٹکیں) اس ضمن میں مزید فرمایا:

خدا کرے کہ آٹھ نو مہینوں کے بعد جب جذبات ٹھنڈے پڑ جائیں اور عقل ان کے تابع نہ رہے تو ان کا تابوت (جو خدا کرے عارضی طور پر وہاں دفن ہوا ہو) یہاں بہشتی مقبرہ میں آجائے۔ بہرحال ان کی روح کا جو مقبرہ ہے وہ تو وہی ہے جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہماری دعائیں ان کے ساتھ بھی ہیں اور ہماری دعائیں ہر وقت پہلے جانے والوں کے ساتھ بھی ہیں یہاں جو رہ گئے ہیں ان کے ساتھ بھی ہیں۔ دعا ہی تو ہماری روح اور زندگی کا سہارا ہے۔ اس کے بغیر تو ہم ایک سانس بھی نہیں لے سکتے۔ اور نہ کسی کامیابی کی امید رکھ سکتے ہیں نہ خدا تعالیٰ کی برکتوں کو جذب کرنے کی توقع رکھ سکتے ہیں۔ یہ صرف دعا ہی ہے جس سے یہ سب کام ہو جاتا ہے۔ نماز جنازہ بھی ایک دعا ہے جس میں خدا تعالیٰ کی حمد کی جاتی ہے ایک تہائی یا اس سے بھی زیادہ وقت میں اور جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جاتا ہے۔ ایک تہائی وقت میں یا اس سے بھی زیادہ وقت میں اور جس میں ایک تہائی وقت سے کم اپنے لئے دعا کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حسین حکمت نے اس کی بھی تقسیم یوں کی ہے کہ اس دعا کا ایک تھوڑا سا حصہ اس میں وہ وفات پانے والے کے لئے اور باقی زندہ رہنے والوں کے لئے ہے پس اس پر بھی جب غور کریں تو دو باتوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایک یہ کہ جانے والے کے لئے ضرور دعا کرنی چاہئے تا کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی زیادتی ہوتی رہے۔ دوسرے یہ کہ جو زندہ ہیں ان کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے کیونکہ نماز جنازہ میں بھی دعاؤں کا زیادہ وقت ان کے لئے ہے یعنی اس دعا کے لئے نماز کا تیسرا حصہ ان کے لئے تھا۔ اور اس میں سے بھی ایک حصہ وفات پانے والوں کے لئے اور باقی زندہ رہنے والوں کے لئے ہے تو اللہ تعالیٰ وفات پانے والوں پر بھی رحمتیں نازل فرمائے اور زندہ رہنے والوں کے لئے بھی

بہت زیادہ رحمتیں نازل کرے کیونکہ ابھی انجام کا کچھ پتہ نہیں۔ خود انسان کو کوئی پتہ نہیں اور نہ کسی اور کو کچھ پتہ ہے۔ پس جو شخص وفات پا گیا خدا کرے کہ اس کا انجام نیک ہو اور وہ خدا کی رحمتوں میں داخل ہونے والا ہو اور جو زندہ رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور ان سے کبھی ایسی غلطی سرزد نہ ہو جس کے نتیجہ میں وہ اس کی نظرِ پیار اور نظرِ رضا سے محروم ہو جائیں پس نماز جمعہ کے بعد میں انشاء اللہ مولوی یعقوب خاں صاحب کا جنازہ پڑھاؤں گا آپ سب اس میں شامل ہوں۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۷۲ء صفحہ ۵ تا ۸)

❁❁❁